قسط نمبر 3

تحریر:- ڈاکٹر ڈی۔ایم۔قریشی
ایڈوائزر اسلامک ڈویلپمنٹ بینک جدہ

بلا سود بینکاری

چند اعتراضات

اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ بینکوں کے لئے لوگوں کو مضاربت پر اور بلا سود قرض دینے کے محرکات (Motives) کیا ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ہمارا بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ حکومت اسلامی ہوگی' جس میں سود قطعا ممنوع اور قابل تعزیر جرم ہوگا' اس لئے لوگ اپنے جمع شدہ سرمایہ کو مضاربت پر لگانے میں ترجیح دیں گے۔ علاوہ ازیں قرض کی واپسی معاشرہ اور حکومت کی ذمہ داری ہوگی' اس لئے اپنا فالتو سرمایہ بینکوں کے پاس بطور امانت رکھنے سے بھی گریزاں نہیں ہوں گے۔ کیونکہ بنک کی تحویل میں ان کی امانت محفوظ رہے گی اور ساتھ ہی ساتھ ملک کی ترقی کا باعث بھی بنے گی۔ لہذا اسلامی معاشرہ میں یہ تمام مسائل اتنے مشکل نہیں ہوں گے جتنے کہ موجودہ معاشرہ میں معلوم ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ کہا جاسکتا ہے کہ جو کاروباری فریق بینک سے مضاربت پر سرمایہ حاصل کریں گے' انہیں سرمایہ کا درد نہ ہوگا' کیونکہ نقصان ہوگا تو سرمایہ پر ہوگا اور بینک برداشت کرے گا۔ اس لئے وہ کاروبار میں دلچسپی نہیں لیں گے' اور چاہیں گے تو بڑی آسانی سے بینک کو دھوکہ دیں جائیں گے۔ اس کا جواب پھر وہی ہے کہ اگر اسلامی حکومت کے لوگ مسلمان ہیں اور ان کا طرز فکر اور لین دین ایک مسلمان کا سا ہے تو دھوکہ اور بے ایمانی معمول نہیں بن سکتی' اور جہاں ہوگی وہاں اس کی سزا اسلامی قوانین کے مطابق ہوگی۔ رہا دلچسپی کا سوال تو بینک کو پورا اختیار ہوگا کہ وہ پہلے کاروباری پارٹیوں کی تحقیقات کرے اور وہ مشکوک پارٹیوں سے ایسی شرط یا شرائط طے کر سکتا ہے جس سے اس قسم کے رجحانات کی حوصلہ شکنی ہو' بلکہ بینک ضمانت پر بھی اصرار کر سکتا ہے۔ غرضیکہ جو طریقے موجودہ نظام میں ہیں' ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے' اس کے علاوہ مجوزہ نظام کے قائم ہونے سے جو غلط رجحانات سامنے آئیں گے' ان کا تدارک اسلامی قانون اور حدود میں رہ کر تلاش کیا جاسکتا ہے۔

ایک اور مشکل جو پیش آسکتی ہے وہ بینک کے حسابات مرتب کرنے کے سلسلہ میں ہے' چونکہ مضاربت اور قرض کھاتوں کا ہر مقررہ مدت کے بعد حساب کتاب کرنا لازمی ہوگا' اس لئے یہ کام بینکوں میں بہت بڑھ جائے گا۔ اس سلسلے میں جدید مشینوں اور آلات سے کام لیا جاسکتا ہے۔ کمپیوٹر سسٹم موجود ہیں' ایسی تمام مشکلات کا حل جدید معاشرہ میں ہے اور اگر نہ ہو تو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ مضمون کے آغاز میں کہا گیا ہے کہ ہر نیا نظام اپنے ساتھ مسائل لاتا ہے لیکن ہر مشکل کا حل ڈھونڈا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اگر نیت ایک نظام کو اپنانے کی ہو تو اس سلسلے میں پیش آمدہ مسائل کا خاطر خواہ حل بھی تلاش کیا جاسکتا ہے۔

مرکزی بینک

کسی ملک کا نظام بینکاری مرکزی بینک کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ غیر سودی نظام میں بھی مرکزی بینک ضروری ہے۔ بینکاری کا مالی نظام اس کے بغیر مرتب کرنا مشکل ہے۔ مرکزی بینک غیر سودی نظام میں بھی اپنے اہم فرائض اسی طرح سرانجام دے گا جس طرح موجودہ نظام میں مثلاً وہ کریڈٹ کی فراہمی کو زر کی رسد اور طلب سے ہم آہنگ کرے گا' نقد کی رسد میں ضرورت کے مطابق کمی بیشی کرے گا' حکومت کے کرنسی نوٹ جاری کرے گا' غرضیکہ ملک کی معیشت کی تمام ضروریات کو اسی طرح پورا کرے گا جیسا کہ آج کل ہو رہی ہیں۔ مرکزی بینک یہ فرائض جس طرح غیر سودی نظام میں پورا کرے گا اس کی عملی

صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

غیر سودی نظام میں مرکزی بینک حکومت کی نگرانی میں کام کرے گا۔ اس کا مقصد بجائے نفع کمانے کے مفادِ عامہ کا تحفظ اور مصالح عامہ کی ترویج ہوگی۔ اس کے تمام فرائض وہی ہوں گے جو موجودہ نظام میں ہیں۔ مثلاً یہ کرنسی نوٹ جاری کرے گا' حکومت کا بینک ہوگا' بیرونی ممالک سے لین دین کا ذمہ دار ہوگا اور ملک کے تجارتی بینکوں کا بینک ہوگا' اور ان کو کریڈٹ فراہم کرے گا اور ملک کا ہر تجارتی بینک اس کے ہاں کھاتہ کھولے گا' ملک کی زری پالیسی کا نفاذ کرے گا۔

مرکزی بینک کے آلہ کار

مندرجہ بالا مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جو طریقہ کار استعمال کیا جائے گا' وہ آج کل سے مختلف ہوگا۔ جن اصولوں کی بناء پر مرکزی بینک ملک کے بینکوں کو کنٹرول کرے گا اور زری پالیسیوں پر عمل درآمد کرائے گا' وہ غیر سودی نظام میں بنیادی طور پر چار ہیں:

(i) نسبت نقد محفوظ (Cash Reserve Ratio)

(ii) نسبت قرض (Lending Ratio)

(iii) نسبت استقراض (Borrowing Ratio)

(iv) حکومتی حصص کی خرید و فروخت (Buying & Selling of Govt. Shares)

ہر تجارتی بینک کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اپنے قرض اور مضاربت کھاتوں میں جمع شدہ کل سرمائے کا ایک معین فیصد حصہ نقدی صورت میں محفوظ رکھے۔ (Cash Reserve Ratio) مرکزی بینک مقرر کرے گا اور جہاں یہ ممکن ہو اس کا ۵۰ فیصد مرکزی بینک میں رکھا جا سکتا ہے ورنہ تجارتی بینک اپنے ہاں ہی Cash Reserve رکھ سکتا ہے۔ یعنی اگر مرکزی بینک شرح کیش ریزرو ۱۰٪ مقرر کرتا ہے تو ۵٪ مرکزی بینک کے پاس رہے گا اور ۵٪ بینک کی تحویل میں تاکہ بینک قرض کھاتہ داروں کے بالخصوص اور مضاربت کھاتہ داروں کے بالعموم مطالبات پورا کر سکے۔

ہر تجارتی بینک کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ وہ تجارتی بینکوں کو زرِ نقد یا عارضی طور پر کام چلانے کیلئے قرض دے' لیکن یہ قرض تجارتی بینک کے قرض پر دیئے ہوئے سرمایوں اور (Bill of exchange) یعنی بھنائی ہوئی ہنڈیوں کے عوض (Againast) ہی دیا جا سکے گا۔ مثلاً اگر ایک تجارتی بینک کی بھنائی ہوئی ہنڈیوں اور اسکے دیئے ہوئے قرضوں کی مقدار ایک لاکھ روپیہ ہے تو ان کی سند پر مرکزی بینک تجارتی بینک کو پچیس یا تیس ہزار نقد آسانی سے یا بغیر کسی خطرہ دے سکتا ہے۔ چنانچہ یہ نسبت جسے ہم قرض حاصل کرنے کی نسبت یا (Borrowing Limit) کہہ سکتے ہیں' مرکزی بینک مقرر کرے گا۔ مرکزی بینک کے اس نقد قرض کا منشا تجارتی بینک پر عوام کی جانب سے نقد مطالبات کو پورا کرنا ہے۔ تجارتی بینک اس سرمایہ کو اپنے کاروبار کی توسیع میں استعمال نہیں کر سکتا۔ مرکزی بینک کو یہ بھی اختیار حاصل ہوگا کہ وہ (Borrowing Limit) مختلف ہنڈیوں کے لئے مختلف مقرر کر سکے۔ مثلاً اس کو یہ حق ہوگا کہ ایک خاص صنعت سے متعلق ہنڈی کے عوض (Against) زیادہ نقد قرض دے اور دوسری ہنڈیوں کے عوض کم قرض دے۔

مرکزی بینک حکومتی تجارتی حصص (Govt. Shares) کی خرید و فروخت بھی کرے گا۔ تجارتی حصص کا مفہوم غیر سودی نظام میں مختلف ہوگا۔ یہ حصص حکومت جاری کرے گی اور مضاربت کے اصول پر حاصل شدہ سرمایہ پر مشتمل ہوں گے۔ یہ حصص مرکزی بینک کی وساطت سے عوام کو بیچے جائیں گے۔ اسکی مفصل بحث مالیاتِ عامہ کے تحت آئے گی۔ یہاں اس کا ذکر مرکزی بینک کے فرائض کے طور پر کیا جا رہا ہے۔

مندرجہ بالا چار عوامل کی مدد سے مرکزی بینک' غیر سودی نظام میں عام بینکوں کے کاروبار اور زر کی رسد کو قابو میں رکھے گا۔ عوام کی بدلتی ہوئی طلب نقد (Cash Demand) کے ساتھ تجارتی بینکوں کی نقد قوت کو ہم آہنگ کر سکے گا۔ افراطِ زر (Inflation) اور تفریطِ زر (Deflation) کا سدباب کر سکے گا۔ سرمایہ کاری کو حکومت کی پالیسی کے مطابق ایک میدان (Field) سے دوسرے میدان میں منتقل کر سکے گا۔ بینکوں کو نیا نقد دینے اور ان کے نقد واپس لینے کا عمل بروئے کار لا سکے گا اور کاروبار میں طویل المیعاد (Long term) اور قلیل المیعاد (Short Term) سرمایوں کے درمیان توازن برقرار رکھ سکے گا۔

مرکزی بینک کی کارکردگی

جس طریقہ کار سے مندرجہ بالا کام

نی معیشت میں سرانجام دیئے جائیں گے' اس کی مختصر سی وضاحت ضروری ہے۔ Cash Reserve Ratio (CRR) میں تبدیلی سے مرکزی بینک کریڈٹ میں اضافہ اور تخفیف کر سکتا ہے۔ مثلاً اگر وہ CRR کو ۱۰ فیصد سے بڑھا کر ۱۵ فیصد کر دے تو تجارتی بینک اپنی کریڈٹ کی سہولتیں قرض اور مضاربت پر کم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس کے برعکس اگر CRR 10 فیصد سے 5 فیصد کر دی جائے تو تجارتی بینک مزید سرمایہ مضاربت پر لگانے اور قرض دینے کے لئے کوشش کریں گے اور اس طرح کریڈٹ میں توسیع کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

تجارتی بینکوں کی Lending Ratio کے ردوبدل سے بھی مرکزی بینک معیشت کی ضروریات زر اور کریڈٹ کو پورا کر سکے گا۔ قرض دراصل تھوڑی مدت (Short term) کے سرمایہ کی مانگ کو پورا کرتا ہے اور معیشت میں اس کا رشتہ (Long term) سرمایہ کاری سے ہوتا ہے۔ اگر تھوڑی مدت کے قرض کی ضروریات پوری نہ ہوں تو لا محالہ سرمایہ طویل المیعاد Long term سرمایہ کاری سے سمٹنا شروع ہو جاتا ہے اور Short term ضروریات کو پورا کرنے میں کام آتا ہے جو کہ معیشت کی ترقی کے لئے رکاوٹ بن سکتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں مرکزی بینک تجارتی بینکوں کی قرض دینے کی نسبت (Lending Ratio) کو نرم کر کے قرض سرمایہ کی رسد ایک یا دو ہفتہ کے لئے بڑھا سکتا ہے' اور کاروباری طبقے کی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ مثلاً (Lending Ratio) کو ۵۰ فیصد سے بڑھا کر ۵۵ فیصد کر دیا جائے تو بینک تھوڑی مدت کے زیادہ قرض فراہم کر سکیں گے۔ اس طرح (Long term investment) اور (short term investement) کی ضروریات کو ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے جو معیشت کو نشوونما کیلئے ضروری ہے۔ ایک غیر سودی نظام میں (Short term) قرضوں کی بڑی اہمیت ہو گی اور مرکزی بینک اس طریق کار سے نہ صرف کاروباری طبقے بلکہ حکومت کیلئے بھی تھوڑی مدت کے قرضہ جات فراہم کر سکے گا۔ چونکہ ایک تجارتی بینک مرکزی بینک سے قرضہ جات کی سند پر حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے جب اس کے اپنے دیئے ہوئے قرض بڑھ جائیں گے تو وہ مرکزی بینک سے بھی زیادہ قرض حاصل کر سکتا ہے۔

مرکزی بینک سے تجارتی بینکوں کی قرض لینے کی حد (Borrowing Limit) میں ردوبدل کو سکڑنے اور زر کی رسد کو کم ہونے سے بچا سکتا ہے۔ اس طرح اگر حالات کا تقاضہ یہ ہو کہ زر کی رسد کو کم کیا جائے تو (Borrowing Limit) کو گھٹا کر خاطر خواہ نتائج پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ غیر سودی نظام میں (Borrowing Limit) کے عمل سے زر کی رسد (Mony Supply) کو کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے جو آج کل شرح سود کو گھٹانے یا بڑھانے سے سرانجام دیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا مختصر سی بحث سے ظاہر ہے کہ سود کے بغیر بھی مالیاتی پالیسیوں پر عمل درآمد ہو سکتا ہے۔ معیشت میں کریڈٹ کی توسیع اور کمی پیدا کی جا سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ جدید معیشت کے تمام تقاضے پورے کئے جا سکتے ہیں۔

غیر سودی نظام میں مالیاتِ عامہ
(Public Finance)

اسلامی حکومت میں آمدنی کے ذرائع اور خرچ کی مدارت (Sources) علیحدہ اسلامی اصولوں کے تحت متعین کی جائیں گی۔ لیکن چونکہ مرکزی بینک کی پالیسیاں ہمیشہ حکومت کے اہم مقاصد کے تابع ہوتی ہیں اور ہر حکومت کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض پر سرمایہ لینے کی ضرورت پڑتی ہے' چنانچہ مالیاتِ عامہ (Public Finance) کے اس حصہ کا بلا سود نظام سے گہرا تعلق ہے' جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ہم حکومت کی سطح پر' سرمایہ کی فراہمی کے بارے میں' اندرون ملک پیدا ہونے والے مسائل کو زیر بحث لائیں گے۔ اس سلسلے میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ حکومت عوام سے بلا سود قرض کس طریق پر لے گی اور سرمایہ کی دیگر ضروریات کو کیسے پورا کرے گی؟ اگر کسی وقت کی ضرورت کے مطابق وافر مقدار میں قرض پر سرمایہ حاصل بھی ہو سکے گا یا نہیں؟ اگر کسی وقت معیشت (Econ-omy) میں قرض کی رسد ناکافی ہو تو اس میں اضافہ کے لئے حکومت کو کیا تدابیر اختیار کرنا ہوں گی؟

حکومت کیلئے بلا سود قرض
(Public Debt)

حکومت کو بلا سود قرضہ دینے کا سب سے بڑا محرک عوام میں قربانی کا جذبہ ہے۔ اسلامی حکومت کے تحت ہر شخص میں ملک کی سلامتی' اس کی دفاعی ضروریات اور معاشی تعمیر

و ترقی کا احساس پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس احساس کے تحت اپنی ضروریات سے فاضل سرمائے کا ایک حصہ مزید نفع کی خاطر استعمال کرنے کی بجائے فی سبیل اللہ استعمال کے لئے حکومت کو دیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ معاشی محرکات بھی ہوں گے۔ جو لوگ نقصان کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہ ہوں وہ غیر سودی نظام معیشت میں اپنا فالتو سرمایہ یا تو تجارتی بینکوں میں قرض کھاتہ میں رکھیں گے یا پھر حکومت کو بغیر سود کے قرض پر دے دیں گے۔ چونکہ حکومت کی ساکھ بہر حال تجارتی بینکوں سے اونچی ہوگی اس لئے حکومت کو قرض اٹھانے میں چنداں دقت پیش نہیں آئے گی اور اسلامی حکومت میں قرضے کی واپسی کی بہر حال ضمانت ہوگی۔ چنانچہ یہ احساس کہ حکومت کو قرض دیکر ایک شخص ملک و قوم کی خدمت کر کے آخرت میں اجر کا مستحق بھی ہوگا' اس امر کا محرک اور ضامن ہوگا کہ حکومت کو بلا سود قرض سرمایہ ملتا رہے گا۔

حکومت کو قرض دینے والوں کو ٹیکسوں اور محاصل میں بھی کچھ رعایت دی جا سکتی ہے۔ جس سے قرض سرمایہ کی رسد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس امر کی ضرورت ہوگی کہ محاصل میں رعایت اس صورت اور طریق سے دی جائے کہ اس تخفیف میں سود کا شائبہ نہ ہو۔ محاصل میں تخفیف تو جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں' ان کو ہی دی جائے گی جب کہ حکومت کو قرض وہ لوگ بھی دے سکتے ہیں جو Taxes ادا نہیں کرتے۔

غیر سودی نظام میں حکومت قرضہ جات (Public Debt) اٹھانے کا طریقہ یہ ہوگا کہ حکومت قرض کے سرٹیفکیٹ جاری کرے گی جو کہ ڈاکخانوں' سرکاری خزانوں اور بینکوں کے ذریعے تقسیم کئے جائیں گے اور حاصل کئے جاسکیں گے۔ پھر ان ہی ذرائع سے تاریخ مقررہ پر رقم واپس لی جاسکے گی۔ مقصد یہ ہے کہ عوام کو قرض دینے اور واپس لینے میں کوئی خرچ برداشت نہ کرنا پڑے۔ قرض کی مدت سرٹیفکیٹ پر درج ہوگی جو کہ چند ہفتوں سے لے کر تین اور پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ عند الطلب قسم کے سرٹیفکیٹ بھی جاری کئے جا سکتے ہیں' جن کی واپسی کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔ ان سرٹیفکیٹوں کی خرید و فروخت صرف حکومت ذرائع سے ہی سرانجام دے جائے گی۔ اگرچہ قرض سرٹیفکیٹوں کی نوعیت ہی ایسی ہوگی کہ ان کی خرید و فروخت کھلے بازار میں چنداں مفید نہیں ہوگی' تاہم پیش بندی کے طور پر ان کی عام خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہوگی۔ البتہ ان سرٹیفکیٹوں کو بینک اور عوام کے ساتھ معاملات میں ضمانت کے طور پر استعمال کیا جا سکے گا۔ تجارتی بینک ان قرض سرٹیفکیٹوں کی بنا پر مرکزی بینک سے بھی قرض لے سکتے ہیں اور قرض کی رسد بڑھا دے تو عام بینکوں میں حکومت کو قرض دینے کا رجحان بڑھے گا' اور قرض کی رسد میں اضافہ ہو جائے گا' لیکن حکومت اپنی قرض پالیسی ایسے طریق پر معین کرے گی کہ جس سے کاروباری طبقے کی ضروریات متاثر نہ ہوں۔ اس کے علاوہ یہ پالیسی اس طرح مرتب کی جائے گی کہ کسی سال میں اسے جتنے قرضے واپس کرنے ہیں اس سے زیادہ سرمایہ قرض کے طور پر حاصل ہو جائے۔

اگر حکومت کی ضروریات عوام کے قرضوں سے پوری نہ ہو سکتی ہوں تو حکومت مرکزی بینک کے پاس اسناد قرض فروخت کرے گی اور مرکزی بینک ان اسناد قرض کے عوض نقد سرمایہ فراہم کرنے کے لئے نیا زر بنائے گا۔ اس طرح (Deficit Financing) یا خسارہ کے بجٹ سے کام لیا جا سکے گا۔ یہ نیا زر نئے کرنسی نوٹ یا مرکزی بینک میں حکومت کے کھاتہ میں نئے اندراج کی صورت میں پیدا کیا جائے گا۔ حکومت کی عارضی قرضوں کی ضرورت بھی مرکزی بینک' حکومت کے جاری کردہ اسناد قرض کے ذریعہ سے کرے گا۔ وہ یہ اسناد (Certificates) تجارتی بینکوں کو فروخت کرے گا اور پھر بھی اگر حکومت کی ضرورت پوری نہ ہو تو نیا زر ان اسناد قرض کے مساوی پیدا کرے گا۔ اس طرح اگر حکومت کا بجٹ فاضل مالیات (Surplus Budget) کا ہو گا تو حکومت مرکزی بینک سے اسناد قرض واپس لے کر اسے نقد ادا کرے گی۔ یہ واپسی حکومت کے کھاتے میں درج ہوگی یا کرنسی نوٹ مرکزی بینک کو واپس کئے جائیں گے اور معیشت میں زر کی مجموعی رسد میں کمی واقع ہوگی۔ چنانچہ حکومت ان اسناد کے ذریعے اپنی مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) ضرورت کے مطابق تشکیل کر سکے گی اور ان کی فروخت سے طلب موثر (Effective Demand) کو کم اور ان کو واپس لے کر طلب موثر کو بڑھا سکے گی۔

حکومت کی یہ اسناد قرض (Debt Certificates) غیر سودی بینکاری نظام میں ایک اہم کردار ادا کریں گے۔ تجارتی بینک

حکومت کے اسناد قرض کچھ مدت کے لئے اپنے پاس رکھیں گے تاکہ وہ اپنے نقد کے تقاضوں کو ضرورت کے مطابق پورا کر سکیں۔ ہر تجارتی بینک حکومتی قرضہ Certificates اور کاروباری طبقے میں روپیہ لگانے کے درمیان ایک توازن قائم رکھے گا۔

حکومت کے لئے شرکت اور مضاربت پر سرمایہ کی فراہمی

قرض کے علاوہ اور بھی ذرائع ہیں جن کی امداد سے حکومت اپنی آمدنی کے وسیلے پیدا کر سکتی ہے۔ حکومت اپنا سرمایہ شرکت اور مضاربت کے اصول پر کاروباری طبقے کے ساتھ مل کر صنعت کاری یا دیگر منصوبوں میں لگا سکتی ہے۔ شریعت کی رو سے ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ بیت المال سے شرکت یا مضاربت پر سرمایہ مہیا نہ کیا جا سکے۔ لیکن حکومت شرکت اور مضاربت پر صرف اس کاروبار میں سرمایہ لگا سکتی ہے جن کی مصنوعات کھلے بازار میں فروخت کے قابل ہوں اور ان پر نفع اور نقصان کا حساب لگانا ممکن ہو۔ قومی دائرہ (Public Sector) کی وہ تمام صنعتیں جو اس نوعیت کی نہ ہوں ان میں خالص حکومت کا سرمایہ لگایا جانا چاہئے۔ چنانچہ قومی دائرے میں سرمایہ کاری کے لئے حکومت عوام سے شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ قومی دائرے کی صنعتوں میں نفع کی شرح Private Sector کے مقابلہ میں زیادہ ہو۔ اگر حکومت یہ حالات پیدا کر دے تو امید کی جا سکتی ہے کہ حکومت کو شرکت اور مضاربت کے تحت عوام اور بینکوں سے کثیر تعداد میں سرمایہ حاصل ہو سکے گا۔

آج کل حکومتیں سودی قرضہ سے صنعتیں چلاتی ہیں اور ان پر نفع کماتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ بلا سود قرضہ سے چلائی جانے والی صنعتیں نفع پر نہ چلیں۔ ان صنعتوں کی قیمت پیدائش (Cost of Production) یقیناً کم ہو گی' اس لئے ان میں نقصان کا اندیشہ کم ہو گا۔ چنانچہ قومی دائرے میں نفع کی شرح معقول رکھی جا سکتی ہے۔ ان حالات میں عوام سے مضاربت اور شرکت پر سرمایہ حاصل کرنا مشکل نہ ہو گا۔

مضاربت پر سرمایہ حاصل کرنے کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ حکومت قومی دائرہ میں چلائی جانے والی صنعتوں کے لئے معین رقموں کے حصص معینہ مدتوں کے لئے جاری کرے گی۔ یہ حصص ایک معینہ تاریخ پر نفع اور نقصان کے ساتھ حصص کے مالکان کو واپس کر دیئے جائیں گے۔ جس نسبت سے نفع حصہ داروں اور حکومت میں تقسیم ہو گا' وہ بھی ان حصص (Shares) پر درج ہو گا۔ عام طور پر حکومت کا حصہ نفع میں ۴۰ یا ۵۰ فیصد ہو گا اور باقی حصہ داروں کو ملے گا۔ مضاربت کے اصول کے مطابق نقصان کی صورت میں نقصان سرمایہ پر واقع ہو گا اور حصہ داروں کو مقررہ تاریخ پر باقی ماندہ سرمایہ واپس کر دیا جائے گا۔ حکومت ہر سال نئے مضاربت جاری کرے گی اور ہر سال ان حصص کا سرمایہ واپس کیا جائے گا۔ جن کی میعاد پوری ہو چکی ہو۔ اگر کسی سال حکومتی حصص مضاربت کی طلب کمزور ہو اور نیا سرمایہ فراہم نہ ہو تو حکومت حصہ داروں کی نفع کی نسبت کو زیادہ کر سکتی ہے۔ علاوہ ازیں مضاربت سے کمائی ہوئی رقم پر انکم ٹیکس کو نرم کر کے بھی مضاربت کے سرمایہ میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

جو صنعتیں قومی دائرے میں مضاربت پر حاصل کردہ سرمایہ سے چلائیں جائیں گی وہ قومی ملکیت سمجھی جائیں گی اور مضاربت حصہ داروں کی حیثیت ایک جاری کاروبار میں سرمایہ لگانے والوں کی ہو گی۔ مضاربت کے سرٹیفکیٹ بھی بازار میں فروخت نہیں کئے جائیں گے کیونکہ مضاربت کی حصہ داری صرف فراہمی سرمایہ تک محدود ہے۔ یہ حصہ دار کو کاروبار میں ملکیت کا حق نہیں دیتی البتہ مضاربت کے حصص' مرکزی بینک اور تجارتی بینک عوام سے خرید کر مقررہ تاریخ پر پیش کر کے حکومت سے نقد وصول کر سکتے ہیں۔

حکومت شراکت پر بھی عوام سے سرمایہ حاصل کر سکتی ہے۔ شراکت پر سرمایہ فراہم کرنے والے حصہ دار کاروبار میں ملکیت کا بھی حق رکھیں گے۔ چنانچہ حکومت کے شراکت کے حصص ملکیت کی سند بھی ہوں گے۔ ایسی صنعتیں حصہ داروں اور حکومت کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ کے ذریعے سے چلائی جائیں گی۔ شراکت پر چلائی جانے والی صنعتوں میں حصہ داروں کی ذمہ داری محدود ہو گی لیکن اگر کسی صنعت میں طویل المیعاد قرضہ کا استعمال ناگزیر ہو تو اس صورت میں قرضہ کی واپسی کی ضمانت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حصہ داروں کی ذمہ داری کو غیر محدود کرنا ضروری ہو گا۔

شرکت کے حصص پر منافع' حصہ داروں کے سرمایوں کی مقدار پر یا کسی اور مناسب بنیاد (Basis) پر طے ہو سکتا ہے کیونکہ

مشترکہ کاروبار میں شرکاء کے لئے نفع میں شرکت کی مختلف نسبتیں طے کرنا شرعی طور پر بالکل درست ہے۔ شرکت کے حصص کھلے بازار میں خریدے اور بیچے جا سکیں گے۔ ایک حصہ دار اپنا حصہ جب چاہے دوسرے کے ہاتھ بیچ سکے گا اور جس قیمت پر چاہے فروخت کر سکے گا۔ چنانچہ ان حصص کی صورت آج کل تجارتی کمپنیوں کے حصص کی ہوگی اور ان کی قیمتیں گھٹتی اور بڑھتی رہیں گی۔ مرکزی بینک انہی حصص کی خرید و فروخت سے معیشت میں زر کی رسد کو کنٹرول کرے گا۔ یعنی جب وہ عوام کے پاس نقد کم کرانا چاہے گا تو یہ حصص فروخت کر دے گا اور اس کے برعکس حالت میں حصص خریدے گا۔ جو کام آج کل بینک ریٹ سے لیا جاتا ہے وہ حکومتی حصص شراکت سے سرانجام دیا جائے گا۔ اس کی تفصیل مرکزی بینک کے تحت واضح کر دی گئی ہے۔ غیر سودی بینکاری میں حکومت کے حصص شراکت کافی اہمیت کے حامل ہوں گے۔ مرکزی بینک اس بات کا اہتمام کرے گا کہ ان حصص کے داموں میں ٹھہراؤ پیدا کرے اور ان کی خرید و فروخت میں سٹہ بازاری کا رجحان پیدا ہونے سے روکے' نیز ان حصص کو نسبتاً طویل مدت کے لئے سرمایہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے گا اور ان کے نفع کی شرح بھی مضاربت کے حصص سے زیادہ رکھی جائے گی۔

مضاربت اور شرکت کے حکومتی حصص میں یہ فرق ہوگا کہ مضاربت کے حصہ دار متعلقہ صنعت کے چلانے میں کوئی براہ راست مداخلت نہیں کریں گے۔ وہ حصص کو کھلے بازار میں فروخت نہیں کر سکیں گے اور ان کا فیصد نفع نسبتاً کم ہوگا۔ اس کے مقابلے میں شرکت کے حصہ دار' متعلقہ صنعت کو چلانے میں انتظامیہ بورڈ کی وساطت سے دخل دینے کا حق رکھیں گے وہ اپنے حصص کی بازار میں خرید و فروخت کر سکیں گے اور مضاربت حصص کے مقابلے میں زیادہ نفع کمائیں گے۔

مرکزی بینک' مضاربت کے حصص بازار سے خرید تو سکے گا لیکن ان کو دوبارہ فروخت نہیں کرے گا۔ بلکہ مدتِ مقررہ کے بعد اس کا سرمایہ حکومت سے واپس لے لے گا۔ لیکن شراکت کے حصص کی خرید و فروخت کے ذریعے وہ رسد زر اور دیگر مالیاتی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے میں امداد لے گا۔ چنانچہ اگر حکومت کے مالیاتی نظام (Public Finance) کو مندرجہ بالا اسلوب پر تشکیل دیا جائے تو نہ صرف حکومت کی مالی ضروریات پوری ہو سکیں گی بلکہ غیر سودی نظام کو چلانے میں بھی مدد ملے گی۔ جو کام آج کل بینک ریٹ کے ذریعے سے سرانجام دیا جاتا ہے' حکومتی حصص شراکت اور مرکزی بینک سے مجوزہ طریق کار سے پورا ہو جائے گا۔ اس طرح بلاسود نظام' حکومت کی مالیاتی پالیسی سے پوری طرح سے مجوزہ طریق کار سے پورا ہو جائے گا۔ اس طرح بلاسود نظام' حکومت کی مالیاتی پالیسی سے پوری طرح ہم آہنگ ہو کر ملکی معیشت کو کامیابی کے ساتھ چلا سکے گا اور جدید معیشت کے تمام تقاضے بھی کما حقہ پورے ہو سکیں گے۔

بین الاقوامی لین دین
(International Transaction)

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ آج کل بین الاقوامی لین دین کی نوعیت ایسی ہے کہ ایک ایسا ملک جس کی معیشت غیر سودی نظام پر مبنی ہو' کا قائم رہنا مشکل ہے۔ یہ محض ایک مفروضہ ہے' ورنہ بین الاقوامی مسائل سے نپٹنا اندرونی ملک میں غیر سودی نظام قائم کرنے سے آسان ہے۔ اگرچہ بین الاقوامی مسائل بھی ایک علیحدہ تفصیلی تجزیہ کے متقاضی ہیں اور اس پہلو پر شدید غور و فکر کی ضرورت ہے لیکن ایک بات بالکل واضح ہے کہ اگر کوئی ملک اندرون ملک بلا سود نظام قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو بین الاقوامی تقاضے آج بھی اتنی شدید نوعیت کے ہرگز نہیں جن سے کہ اسے طرزِ عمل بدلنا ناگزیر ہو جائے۔ ضرورت مضبوط فیصلہ کی ہے اور اگر نصب العین اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہو تو کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔

اسلامی معاشرہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے تحت قائم کیا جاتا ہے۔ ایسے معاشرہ میں شریعت کی پابندی ہر چیز پر مقدم اور بالاتر مقام رکھتی ہے۔ ہر وہ چیز جو اللہ کے احکام اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے متصادم ہو' اس کو راستے سے ہٹا دینا اسلامی معاشرہ کے قیام و بقا کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی تقاضے اس اصول سے بالاتر نہیں ہو سکتے۔ بیشتر بین الاقوامی تقاضے اسلامی حدود کے اندر رہ کر پورے کیے جا سکتے ہیں۔ تاہم اگر کچھ تقاضے ایسے ہوں جنہیں شریعت کے تابع نہ رکھا جا سکتا ہو تو ان سے مکمل گریز کی ضرورت ہوگی۔ بہر صورت بین الاقوامی تقاضے اسلامی معاشرہ کے قیام کو ناممکن نہیں بنا سکتے۔ زیادہ سے زیادہ ناگوار صورت حال یہ ہو سکتی ہے کہ ہمیں ملک کو ایک (Closed Economy) کے طور پر چلانا پڑے۔ یہ ایک

چیلنج ہو گا، لیکن یہ ایسا چیلنج نہیں جسے اسلامی معاشرہ قبول نہ کر سکے۔ آج کل بھی چین اور روس کی معیشت بہت حد تک (Closed Economy) کے طور پر چلائی جا رہی ہے۔ یہ کوئی انہونی صورت حال نہیں ہو گی بلکہ جب تک دنیا اسلامی معاشرہ کی خصوصیات سے پوری طرح واقف نہیں ہو جاتی' یہ طریق کار ناگزیر ہو گا۔ جب کسی معاشرہ کی بنیاد مروجہ روش سے ہٹ کر رکھی جائے تو علیحدگی ایک ضروری تقاضا ہو جاتی ہے۔ چین اور روس نے اپنے معاشرہ کو ایک نئی روش پر چلانے کے لئے علیحدگی اختیار کی۔ اگر اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے (Closed Economy) کا طریق کار اختیار کرنا پڑے تو گھبرانے اور سراسیمہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ نئی بات ہو گی۔ کسی قوم اور حکومت کا عزم مصمم ہو تو اسلامی معاشرہ کا قیام ممکن ہے اور اس کو کامیابی کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے۔ اگر بین الاقوامی مسائل کا جائزہ اس نظریہ سے لیا جائے تو ظاہر ہے کہ اسلامی معاشرہ یا غیر سودی نظام کے قیام میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آ سکتی۔ تاہم ان مسائل کا جائزہ لینا ضروری ہے جو بین الاقوامی سطح پر پیدا ہو سکتے ہیں:

بین الاقوامی مسائل

بین الاقوامی سطح پر جو مسائل پیش آئیں گے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(i) غیر ملکی قرضہ جات اور امداد
(ii) غیر ملکی سرمایہ کاری
(iii) برآمدی اور درآمدی تجارت
(iv) زرمبادلہ کا لین دین
(v) عالمی بینک اور اس کے متعلقہ اداروں سے کاروبار

اسلامی حکومت صرف بلا سود غیر ملکی قرضہ جات ہی منظور کرے گی۔ قرض کی مقررہ مدت کے بعد واپسی کی ضمانت دی جائے گی۔ جو ممالک اس شرط پر قرض دینا چاہیں گے ان سے قرض بوقت ضرورت قبول کیا جائے گا' ورنہ اسلامی حکومت اس قسم کے قرض کے بغیر گزارا کرے گی۔ اس وقت رائے عامہ (Public Opinion) کا رجحان اس طرف ہے کہ بیرونی قرضہ جات نہ لئے جائیں اور ترقی ملک کے اندرونی وسائل کی مدد سے کی جائے۔ لہٰذا اگر بیرونی قرضہ جات سے کسی وقت ہمیں احتراز کرنا پڑے تو یہ کوئی اچنبھا نہیں ہو گا۔ لیکن قیاس یہی ہے کہ بلا سود قرضہ جات بین الاقوامی سطح پر مہیا ہوتے رہیں گے۔ آج کل بھی اس قسم کے قرضہ جات دیئے جا رہے ہیں۔ چین نے اور دوسرے ممالک نے پاکستان کو بلا سود قرضہ جات فراہم کئے ہیں۔ یہی صورت امداد کی بھی ہے چنانچہ غیر سودی نظام میں بیرونی قرضہ جات اور امداد کوئی ایسی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتے جس سے ملک کی معیشت زیادہ متاثر ہو۔ معیشت کی تشکیل بغیر بیرونی قرضہ جات اور امداد کے بھی ممکن ہے۔

غیر ملکی سرمایہ کاری (Foreign Investment) پر بھی سود کی عدم موجودگی سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ سرمایہ دار دراصل نفع کا محتاج ہے نہ کہ سود کا۔ چنانچہ سرمایہ دار کو اگر نفع کی امید ہو تو ضرور اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ بیرونی سرمایہ ہمارے تجویز کردہ نظام میں شراکت اور مضاربت کے اصولوں کے تحت قابل قبول ہو گا۔ مساوی سرمایہ کاری (Equity Participiation) اور شراکت یعنی (Joint Venture) کے تحت بیرونی سرمایہ فراہم کیا جا سکے گا۔ اگر ملکی صنعتوں اور کاروبار میں نفع موجود ہے تو سرمایہ کی فراہمی کوئی مسئلہ نہیں ہو گی۔

برآمدی اور درآمدی تجارت میں موجود طریق کار' جس میں ہنڈیوں کو سود کے مطابق بھنایا (Discount) جاتا ہے' ترک کرنا پڑے گا۔ اس کی صورت بھی وہی ہو گی جو اندرون ملک ہنڈیوں کے متعلق تجویز کی گئی ہے' یعنی ایک تاجر جس نے مال برآمد کیا ہے۔ وہ ہنڈی مرکزی بینک کو پیش کر کے اس کی مکمل رقم (Face Value) لینے کا مجاز ہو گا۔ مرکزی بینک کی طرف سے یہ رقم بلا سود قرض تصور کی جائے گی۔ اس کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مال برآمد کرنے والا تاجر ہنڈی کی مکمل رقم (Fase Value) بطورِ مضاربت کے بینک سے حاصل کرے۔ اس صورت میں تاجر کو ایک طے شدہ نسبت سے نفع میں بینک کو شامل کرنا پڑے گا اور یہ لین دین مضاربت کے اصولوں کے تحت سرانجام دیا جائے گا۔ ان دونوں طریقوں سے بیرونی تجارت کی ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں۔

زرمبادلہ کا لین دین ایک فیس یعنی سروس چارج (Service Charge) کے مترادف ہے۔ مرکزی بینک' زرمبادلہ ایک فیس کے عوض مہیا کرتا ہے چونکہ اس میں سود کا عنصر شامل نہیں ہے۔ اس لئے یہ موجودہ طریقہ پر جاری رہ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ زرِ مبادلہ کی اگر کوئی مشکلات ہوں تو مال کے بدلے

مال کی تجارت یعنی (Barter System) سے کام لیا جا سکتا ہے۔

آج کل بین الاقوامی سطح پر عالمی بینک اور اس کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ بیشتر ممالک 'عالمی بینک کے ممبر ہیں۔ جس کے تحت انہیں اپنا کھاتہ عالمی بینک میں کھولنا پڑتا ہے اور بوقت ضرورت بینک سے قرضہ جات حاصل کئے جاتے ہیں۔ عالمی بینک اور اس سے وابستہ اداروں سے قرضہ جات کی صورت بھی یہ ہوگی کہ اسلامی حکومت ان کو مضاربت پر قبول کریگی اور بجائے سود کے عالمی بینک کو نفع میں شامل کرے گی۔ چونکہ حکومت خود کوئی سود وصول نہیں کرے گی اس لئے بلا سود قرضہ کی بھی متوقع ہوگی۔ اگرچہ آغاز میں مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے لیکن اسلامی معاشرہ کی روش سے پوری آگاہی کے بعد' کوئی ناممکن بات نہیں کہ عالمی سطح پر بھی سود سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تحریک وجود میں آجائے گی۔ اگر عالمی بینک اور دنیا کو اسلامی معاشرہ کے سمجھنے میں دقت ہو تو اسلامی حکومت عالمی بینک کی ممبر شپ سے دستبردار بھی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں ہو گی' چین اور روس عالمی بینک کی رکنیت کے بغیر اپنے اپنے طریقے سے ملک کی ترقی میں لگے ہوئے ہیں۔

بلا سود نظامِ بینکاری ممکن ہے!!

مندرجہ بالا بحث سے ظاہر ہے کہ بلا سود بینکاری نظام کا اسلامی معاشرہ میں چلانا بالکل ممکن ہے۔ یہ نظام جدید معیشت کے تمام تقاضوں کو کماحقہ پورا کر سکتا ہے۔ مالیاتی پالیسیاں (Fiscal Polices) اور حکومت کا مالیاتی نظام (Public Finance) بلا سودی نظام میں بخوبی چلایا جا سکتا ہے۔ بیشتر بین الاقوامی تقاضے بھی اسلامی حدود کے اندر رہ کر پورے ہو سکتے ہیں' ورنہ اسلامی معاشرہ اس وقت تک (Closed Economy) کے طور پر چلایا جا سکتا ہے جب تک کہ بیرونی دنیا اسلام کے منصفانہ اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہو جاتی۔

پاکستانی اور بھارتی حکمران

پاکستان اور بھارتی حکمرانوں کے طرز زندگی میں نمایاں فرق ہے۔ پاکستانی کابینہ اور دوسرے اداروں کے اجلاسوں کی سج دھج امریکہ' برطانیہ' پیرس اور کریمنلن کے ایوانوں کو بھی شرماتی ہے۔ ہمارے سوٹڈ بوٹڈ حکمران جگمگاتے کانفرنس ہالوں میں کروڑوں روپے کے فانوسوں کے نیچے بیٹھ کر پاکستان میں غربت کے اسباب اور خاتمے کے طریقوں پر غور کرتے ہیں۔ اس میں مقروض ملک کے سفیر بیرونی دارالحکومتوں کے سب سے مہنگے علاقوں میں پر تعیش اور مہنگے ہوٹلوں میں مقیم ہوتے ہیں۔ پاکستان کے معمولی بیوروکریٹ جس کے کروفر کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں وہ بھارت کے طبقہ امراء کے لئے بھی قابل رشک ہے۔

اسکے برعکس بعض بھارتی وزراء ہوائی چپل بلکہ کھڑاویں پہن کر قومی اہمیت کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں کھلا کرتا اور سردیوں میں لوئی (گرم چادر) جیسا' عامیانہ 'لباس انکے تن کی زینت ہوتا ہے۔ پاکستان سے چار گنا بڑے ملک کے وزیراعظم کی صدارت میں کابینہ کے اجلاس فرشی نشست میں ہوتے ہیں۔ وزیراعظم' وزرائے اعلیٰ' صدر اور گورنر وغیرہ سب ملک کے اندر بننے والی گاڑیاں استعمال کرتے ہیں۔ سب سے بڑے قومی ادارے لوک سبھا کی اندرونی نشستیں ہمارے ہاں کی ضلع کونسلوں کی نشستوں سے کسی طرح بہتر نہیں۔ سادگی اور بچت کا احساس ہر طرف نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ اس ملک کا احوال ہے جس کے محفوظ زرمبادلہ کی ذخائر کی مالیت ۲۷ ارب ڈالر کے لگ بھگ ہے یعنی پاکستان کے ذخائر سے کم و بیش ۲۰ گنا۔

(سید خالد جاوید)